صحابہ کرام اور اُمّہات المومنین رضوان اللہ علیہم اجمعین سے محبّت

اور اُن کا دِفاع ضروری کیوں؟

الصَّحابة وأُمّهات المُؤمنين لِمَ نُحِبّهم ونُدافع عَنْهم؟

(باللّغة الأردية)

اعداد: شیخ علی بن عبد اللہ بن محمد العمّاری۔ حفظہ اللہ۔

ترجمہ: شفیق الرحمن ضیاء اللہ مدنی

ناشر: دفتر تعاون برائے دعوت وارشاد وتوعیۃ الجالیات، ربوہ، ریاض، سعودی عرب

۲۰۱۴ء۔۱۴۳۵ھ

islamhouse.com

بسم اللہ الرّحمن الرّحیم

الحمد للہ والصلاۃ والسلام علی نبینا وقدوتنا محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وسلم أما بعد:

ہر قسم کی تعریف صرف اللہ کے لئے ہے، اور درود وسلام کے نذرانے ہوں ہمارے نبی و قائد محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ان کے خاندان، ان کے اصحاب پر۔

حمد وصلاۃ کے بعد:

سوال: بعض لوگ پوچھتے ہیں کہ ہم صحابہ کرام اور امہات المومنین رضوان اللہ علیہم اجمعین سے محبت اور ان کا دفاع کیوں کرتے ہیں؟

جواب دینے سے پہلے ہم صحابی کی تعریف بتادینا مناسب سمجھتے ہیں۔

صحابی: وہ ہے جس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں آپ سے حالتِ اسلام میں مُلاقات کی ہو اور پھر اسلام کی حالت میں ہی وفات پایا ہو۔ (دیکھئے: الِاصابۃ فی تمییز الصحابۃ لابن حجرؒ، ۱/۸)۔

اُمّہات المومنین سے مُراد:

اُمہات المومنین سے مُراد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں ہیں، جن کو اللہ رب العالمین نے امہات المومنین سے متّصف کیا ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ ۖ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ ۗ﴾ [الأحزاب:٦]

”پیغمبر مومنوں پر خود ان سے بھی زیادہ حق رکھنے والے ہیں اور پیغمبر کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں“۔

امّہات المومنین (ازواجِ مطہّرات) کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

۱۔ خدیجہ بنت خویلد ۲۔ سودۃ بنت زمعہ ۳۔ عائشہ بنت ابی بکر الصدیق التیمیہ ۴۔ حفصۃ بنت عمر الخطاب العدویۃ ۵۔ زینب بنت خزیمہ الہلالیہ ٦۔ اُم سلمہ (ہند بنت ابی امیہ بن مغیرہ المخزومیہ) ۷۔ زینب بنت جحش الأسدیہ ۸۔ جویریہ بنت الحارث الخزاعیہ ۹۔ ریحانہ بنت زید بن عمرو القرظیہ ۱۰۔ اُم حبیبہ (رملہ بنت ابی سفیان الأمویہ) ۱۱۔ صفیہ بنت حیی بن اخطب النضیریہ ۱۲۔ میمونہ بنت الحارث بن حزن الہلالیہ۔

ان میں سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (۹) بیویوں کو زندہ چھوڑ کر وفات پائی، اور وہ یہ ہیں:

(سودہ، عائشہ، حفصہ، اُم سلمہ، اُم حبیبہ، زینب بنت جحش، جویریہ، صفیہ، میمونہ) رضی اللہ عنہن اجمعین۔

اب ہم حُبّ صحابہ کے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ اللہ رب العالمین نے قرآن کریم میں متعدد جگہوں پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی مدح وثنا کی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿هُوَ الَّذِي أَيَّدَكَ بِنَصْرِهِ وَبِالْمُؤْمِنِينَ ﴿٦٢﴾ وَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ ۚ لَوْ أَنفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مَّا أَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ أَلَّفَ بَيْنَهُمْ ۚ إِنَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾[الأنفال:٦٣]

"اسی نے اپنی مدد سے اور مومنوں سے تیری تائید کی ہے، ان کے دلوں میں باہمی الفت بھی اسی نے ڈالی ہے۔ زمین میں جو کچھ ہے تو اگر سارا کا سارا بھی خرچ کر ڈالتا ہے تو بھی ان کے دل آپس میں نہ ملا سکتا۔ یہ تو اللہ ہی نے ان میں الفت ڈال دی ہے وہ غالب حکمتوں والا ہے"۔

اور فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴾[الأنفال:٦٤]

"اے نبی! تجھے اللہ کافی ہے اور ان مومنوں کو جو تیری پیروی کر رہے ہیں"۔

اور فرمایا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوا وَّنَصَرُوا أُولَٰئِكَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ﴾[الأنفال:٧٢]

"جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اپنے مالوں اور جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور جن لوگوں نے ان کو پناہ دی اور مدد کی، یہ سب آپس میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں"۔

اور فرمایا:

﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ أَعْظَمُ دَرَجَةً عِندَ اللَّهِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ﴿٢٠﴾يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُم بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَجَنَّاتٍ لَّهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ مُّقِيمٌ ﴿٢١﴾ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۚ إِنَّ اللَّهَ عِندَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ﴾[التوبة:٢٠-٢٢]

"جو لوگ ایمان لائے، ہجرت کی، اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جان سے جہاد کیا وہ اللہ کے ہاں بہت بڑے مرتبہ والے ہیں، اور یہی لوگ مراد پانے والے ہیں، انہیں ان کا رب خوشخبری دیتا ہے اپنی رحمت کی اور رضامندی کی اور جنتوں کی، ان کے لئے وہاں دوامی نعمت ہے، وہاں یہ ہمیشہ رہنے والے ہیں اللہ کے پاس یقیناً بہت بڑے ثواب ہیں"۔

اور فرمایا:

﴿وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۚ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾[التوبة:١٠٠]

”اور جو مہاجرین اور انصار سابق اور مقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے اور اللہ نے ان کے لیے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے“۔

اور فرمایا:

﴿لَّقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا﴾[الفتح:۱۸]

”یقیناً اللہ تعالیٰ مومنوں سے خوش ہو گیا جبکہ وہ درخت تلے تجھ سے بیعت کر رہے تھے۔ ان کے دلوں میں جو تھا اسے اس نے معلوم کر لیا اور ان پر اطمینان نازل فرمایا اور انہیں قریب کی فتح عنایت فرمائی“۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”پس اللہ کی طرف سے رضا قدیم صفت ہے، اور اللہ صرف ایسے بندے سے راضی ہوتا ہے جس کے بارے میں جانتا ہے کہ وہ رضا کے آداب پورا ادا کرے گا، اور جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا اس سے کبھی ناراض نہیں ہوتا“۔ (دیکھئے: الصارم المسلول علی شاتم الرسول ص ۵۷۲)۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿مُّحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ ۚ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ ۖ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا ۖ سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ ۚ ذَٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ ۚ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۗ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا﴾ [الفتح:۲۹]

”محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ کافروں پر سخت ہیں آپس میں رحمدل ہیں، تو انہیں دیکھے گا کہ رکوع اور سجدے کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضامندی کی جستجو میں ہیں، ان کا نشان ان کے چہروں پر سجدوں کے اثر سے ہے، ان کی یہی مثال تورات میں ہے اور ان کی مثال انجیل میں ہے، مثل اسی کھیتی کے جس نے اپنا انکھوا نکالا پھر اسے مضبوط کیا اور وہ موٹا ہو گیا پھر اپنے تنے پر سیدھا کھڑا ہو گیا اور کسانوں کو خوش کرنے لگا تاکہ ان کی وجہ سے کافروں کو چڑائے، ان ایمان والوں اور نیک اعمال والوں سے اللہ نے بخشش کا اور بہت بڑے ثواب کا وعدہ کیا ہے“۔

اور فرمایا:

﴿لَا يَسْتَوِي مِنكُم مَّنْ أَنفَقَ مِن قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ ۚ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِينَ أَنفَقُوا مِن بَعْدُ وَقَاتَلُوا ۚ وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴾[الحديد: ١٠]

”تم میں سے جن لوگوں نے فتح سے پہلے فی سبیل اللہ دیا ہے اور قتال کیا ہے وہ) دوسروں کے) برابر نہیں، بلکہ ان سے بہت بڑے درجے کے ہیں جنہوں نے فتح کے بعد خیراتیں دیں اور جہاد کیے۔ ہاں بھلائی کا وعدہ تو اللہ تعالیٰ کا ان سب سے ہے، جو کچھ تم کر رہے ہو اس سے اللہ خبر دار ہے“۔

﴿لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا وَيَنصُرُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ﴾ [الحشر:٨]

”(فیء کا مال) ان مہاجر مسکینوں کے لیے ہے جو اپنے گھروں سے اور اپنے مالوں سے نکال دیئے گئے ہیں وہ اللہ کے فضل اور اس کی رضامندی کے طلب گار ہیں اور اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں یہی راست باز لوگ ہیں“۔

اور فرمایا:

﴿يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ ۖ نُورُهُمْ يَسْعَىٰ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَتْمِمْ لَنَا نُورَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۖ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ [التحريم:٨]

" جس دن اللہ تعالیٰ نبی کو اور ایمان والوں کو جو ان کے ساتھ ہیں رسوا نہ کرے گا۔ ان کا نور ان کے سامنے اور ان کے دائیں دوڑ رہا ہو گا۔ یہ دعائیں کرتے ہوں گے اے ہمارے رب ہمیں کامل نور عطا فرما اور ہمیں بخش دے یقیناً تو ہر چیز پر قادر ہے"۔

سُنّت سے (صحابہ کرام کا مقام و مرتبہ):

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((لا تسبوا أصحابي، لا تسبوا أصحابي، فوالذي نفسي بيده لو أن أحدكم أنفق مثل أحد ذهباً ما أدرك مدّ أحدهم ولا نصيفه)) أخرجه مسلم.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" میرے صحابہ کو بُرا مت کہو، میرے صحابہ کو بُرا مت کہو، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم میں سے کوئی شخص اُحد پہاڑ کے برابر سونا (اللہ کی راہ میں) خرچ کرے، تو وہ اُن کے مُد (سیر بھر) یا آدھے مُد کے برابر بھی نہیں ہو سکتا"۔ (اسے امام مسلم نے روایت کیا ہے)۔

وثبت في الصحيحين عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: (خير الناس قرني، ثم الذين يلونهم، ثم الذين يلونهم).

اور صحیحین (بخاری و مسلم) میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"بہترین لوگ میرے زمانے والے ہیں، پھر اس کے بعد کے زمانے والے، پھر اس کے بعد کے زمانے والے"۔

وعن أبي بردة رضي الله عنه قال رسول الله صلي الله عليه وسلم: (النجوم أمنة للسماء فإذا ذهبت النجوم أتي السماء ما توعد، وأنا أمنة لأصحابي فإذا ذهبت أتى أصحابي ما يوعدون، وأصحابي أمنة لأمتي فإذا ذهب أصحابي أتى أمتي ما يوعدون) أخرجه الإمام مسلم.

اورابوبردہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ستارے آسمان کے محافظ (بچاؤ) ہیں، جب ستارے مٹ جائیں گے تو آسمان پر بھی جس بات کا وعدہ ہے وہ آجائے گی (یعنی قیامت آجائے گی اور آسمان بھی پھٹ کر خراب ہوجائے گا)، اور میں اپنے اصحاب کا محافظ (بچاؤ) ہوں، جب میں چلا جاؤں گا تو میرے اصحاب پر بھی وہ وقت آجائے گا جس کا وعدہ ہے (یعنی فتنہ اور فساد اور لڑائیاں)، اور میرے اصحاب میری امّت کے محافظ (بچاؤ) ہیں، جب اصحاب چلے جائیں گے تو میری امت پر وہ وقت آجائے گا جس کا وعدہ ہے (یعنی اختلاف وانتشار وغیرہ)"۔ (اسے امام مسلم نے روایت کیا ہے)۔

وعن عبد الله بن مغفل المزني قال: قال رسول الله صلي الله عليه وسلم: ((الله الله في أصحابي لا تتخذوهم غرضاً بعدي، فمن أحبّهم فبحبّي أحبّهم، ومن أبغضهم فبغضي أبغضهم، ومن آذاهم فقد آذاني، ومن آذاني فقد آذى الله عزوجل، ومن آذى الله يوشك أن يأخذه)) (رواه الترمذي)

عبداللہ بن مغفل مزنی سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو! میرے بعد ان کو (طعن و تشنیع کا) نشانہ نہ بنانا (یاد رکھو) جس نے ان سے محبت کی، پس میری محبت کی وجہ سے اُس نے اُن سے محبت کی۔ جس نے اُن سے بغض رکھا پس میرے بغض کی وجہ سے اُن سے بغض رکھا اور جس نے اُن کو اذیّت دی پس اس نے مجھے اذیّت دی جس نے مجھے اذیّت دی، اس نے اللہ کو اذیت دی، اور جس نے اللہ کو اذیت دی، پس قریب ہے کہ وہ اس کو اپنی گرفت میں لے لے“ (اسے امام ترمذی نے روایت کیا ہے)۔

وقال صلى الله عليه وسلم: ((لا تسبّوا أصحابي فمن سبّهم فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين، لا يقبل الله منه صرفاً ولا عدلاً)). [أخرجه الإمام البخاري ومسلم]

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

” میرے صحابہ کو گالیاں مت دو، جس نے انہیں گالیاں دی اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور سارے لوگوں کی لعنت ہو، اللہ ایسے شخص سے نہ تو فرض قبول کرے گا نہ تو نفل“۔ (اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے)

ملاحظہ: (مترجم کی ناقص معلومات کے مطابق یہ روایت بخاری و مسلم میں نہیں ہے جیسا کہ مصنف نے ذکر کیا ہے یا طباعت کی وجہ سے ایسا ہوا ہے، بلکہ اس طرح کی روایت تاریخ بغداد تحقیق بشار (۱۶/ ۳۵۸: ح ۷۵۰۹ میں انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، اسی طرح (المعجم الکبر للطبرانی ۱۲/ ۱۴۲/ ح۱۲۷۰۹) میں ابن عباس سے مروی ہے جسے علامہ البانی نے شواہد کی بنیاد پر صحیح کہا ہے (دیکھئے: السلسلہ الصحیحہ ۵/ ۴۴۶ح ۲۳۴۰) ، جبکہ بہت سارے علماء نے اس حدیث کی سند کے صحت کے بارے میں کلام کیا ہے، واللہ اعلم بالصواب۔)

وفي الصحيحين عن البراء بن عازب رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال في الأنصار: ((لا يحبهم إلا مؤمن، ولا يبغضهم إلا منافق، من أحبهم أحبه الله، ومن أبغضهم أبغضه الله)).

اور صحیحین (بخاری و مسلم) میں براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار صحابہ کرام کے بارے میں فرمایا:

”انصار سے صرف مومن ہی محبت رکھے گا اور ان سے صرف منافق ہی بغض رکھے گا۔ پس جو شخص ان سے محبت کرے گا اس سے اللہ محبت کرے گا اور جو ان سے بغض رکھے گا اللہ اس سے بغض رکھے گا“۔

وقال ابن مسعود رضي الله عنه: ((إن الله ينظرفي قلوب العباد فوجد قلب محمد صلى الله عليه وسلم خير قلوب العباد فاصطفاه لنفسه، فابتعثه برسالته، ثم نظرفي قلوب العباد بعد قلب محمد فوجد قلوب أصحابه خيرقلوب العباد فحملهم وزراء نبيه يقاتلون على دينه، فمارأى المسلمون حسناً ، فهو عند الله حسنٌ، وما رأوا سّيئاً فهو عند الله سيّئ)) رواه الإمام أحمد

اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

” اللہ تعالیٰ نے بندوں کے دلوں میں دیکھا تو ان میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دل کو سب سے بہتر پایا ، اس لیے انہیں اپنے لیے چُن لیا اور انہیں منصبِ رسالت عطا کیا، اس کے بعد پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں دیکھا تو صحابہ کرام (رضوان اللہ عنہم اجمعین) کے دلوں کو سب سے بہتر پایا، اس لیے انہیں اپنے نبی کا وزیر بنادیا، جو اُس کے دین کی خاطر جنگ کرتے ہیں، تو یہ مسلمان [یعنی صحابہ] جس چیز کو اچھا سمجھیں وہ اچھی ہے اور جس چیز کو برا سمجھیں وہ بری ہے“ ۔(مسند احمد ، حدیث نمبر:۳۴۶۸)۔

وعن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما قال: ((من كان مستنّاً فليستنّ بمن قد مات،أولئك أصحاب محمد صلى الله عليه وسلم، كانوا خيرهذه الأمة ، أبرّها قلوباً، وأعمقها علماً، وأقلها تكلّفاً، قوم اختارهم الله لصحبة نبيّه صلى الله عليه وسلم، ونقل دينه، فتشبّهوا بأخلاقهم وطريقهم، فهم أصحاب محمد صلى الله عليه وسلم، كانوا على الهدى المستقيم)) (كذا أخرجه أبو نعيم في الحلية ١/٣٠٦،٣٠٥)

اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

" جو شخص راہ اختیار کرنا چاہتا ہے اس پر لازم ہے کہ اُن کی راہ پر چلے جو فوت ہو چکے، وہ اصحاب محمد ہیں جو اس امّت کے بہترین لوگ تھے، جو دل کے کھرے، علم کے گہرے، تکلّف سے پاک، وہ قوم جن کو اللہ نے اپنے نبی کی صحبت اور دین کو منتقل کرنے کے لئے چُنا، پس تم ان کے اخلاق اور طریقوں کی پیروی کرو پس وہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو راہ مستقیم پر گامزن تھے"۔(اسی طرح ابو نعیم نے اپنی کتاب الحلیۃ ۱/۳۰۶،۳۰۵، میں روایت کیا ہے)

يقول القاضي ابن أبي العز الدمشقي في العقيدة الطحاوية ٢/٦٨٩ عن الصحابة: ((ونحبّ أصحاب رسول الله ولا نفرّط في حبّ أحد منهم، ولا نتبرّأ من أحد منهم، ونبغض من يبغضهم، وبغيرالخيريذكرهم، ولا نذكرهم إلا بعفو، وحبّهم دين وإيمان وإحسان، وبغضهم كفرونفاق وطغيان)).

عقیدہ طحاویہ ۲/۶۸۹ ،میں قاضی ابن ابی عز الدمشقیؒ صحابہ کرام کے بارے میں فرماتے ہیں:

"ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت کرتے ہیں اور ان میں سے کسی کی محبت میں غلو نہیں کرتے اور نہ ان میں سے کسی سے براءت ظاہر کرتے ہیں اور ہم ان لوگوں سے بغض رکھتے ہیں جو صحابہ سے بغض رکھتے ہیں، اور جب بھی ہم صحابہ کا تذکرہ کرتے ہیں خیر کے ساتھ ہی کرتے ہیں، اور ان سے محبت دین، ایمان اور احسان کی علامت ہے اور ان سے بغض کفر، نفاق اور سرکشی ہے"۔

تمام صحابہ کرام عادل و ثقہ ہیں، اور ان کی عدالت کے بارے میں سوال کرنا جائز نہیں:

امام نوویؒ فرماتے ہیں:

صحابہ کرام سب کے سب عادل ہیں، چاہے وہ فتنہ میں مبتلا ہوئے ہوں یا نہ ہوئے ہوں، اور اس چیز پر معتمد علماء کا اجماع ہے"۔(التقریب مع التدریب ص ۲۱۴)۔

ابن الصلاحؒ فرماتے ہیں:

" اس بات پر اُمّت کا اتفاق ہے کہ تمام صحابہ کرام، اور اُن میں فتنوں میں مبتلا ہونے والے عدول ہیں"۔(الحدیث والمحدثون ۱۲۹/ ۱۳۰)۔

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ باب قائم کیا ہے:

"جو کچھ اللہ ورسول کی طرف سے صحابہ کی تعدیل میں آیا ہے، اُن کی (عدالت) کے بارے میں سوال کرنے کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ اُن کے علاوہ (تابعین وغیرہ) میں (عدالت کا ثبوت) واجب ہو گا"۔ (الکفایہ: ص ۴۶)۔

صحابہ میں سے کسی ایک کو بھی گالی دینا یا اُن کی عزّت وشان میں کمی کرنا جائز نہیں:

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ کرام کے تئیں واجبات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

"اہل سنت والجماعت کے اصولوں میں سے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اپنی زبانوں اور دلوں کا محفوظ رکھنا ضروری ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے قول میں ان کے بارے میں فرمایا ہے:

﴿وَالَّذِينَ جَاءُوا مِن بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ﴾ [الحشر: ۱۰]

" اور (ان کے لیے) جو ان کے بعد آئیں جو کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور ایمان داروں کی طرف سے ہمارے دل

میں کینہ (اور دشمنی) نہ ڈال، اے ہمارے رب بیشک تو شفقت ومہربانی کرنے والا ہے"۔(دیکھئے: شرح العقیدہ الواسطیہ ص ۱۸۴)۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"اللہ عزّوجل نے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بخشش کی دعا کا حکم دیا، جبکہ وہ جانتا ہے کہ صحابہ کرام آپس میں جنگ کریں گے"۔(الصارم المسلول لابن تیمیہ ص ۵۸۴)۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اصحاب کو گالی مت دو، کیونکہ ان میں سے کسی ایک صحابی کی گھنٹہ بھر کی عبادت تم میں سے کسی ایک کی ساری زندگی کے عمل سے بہتر ہے"۔(اس کی سند صحیح ہے، اسے ابن ماجہ نے روایت کیاہے، اور ابن ابی عاصم نے اسے اپنی کتاب ((السنّۃ)) میں ذکر کیا ہے)

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا گیا کہ: لوگ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم، حتیٰ کہ ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں باتیں کرتے ہیں، تو انہوں نے فرمایا:

"اس پر کیا تعجب کرتے ہو!؟ ان سے عمل منقطع ہو گیا ہے، تو اللہ نے چاہا کہ ان سے اجر وثواب نہ ختم ہو"۔(منہاج السنہ النبویہ ۲/۲۲)

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

" جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے کسی ایک کو یا ابو بکر یا عمر یا عثمان یا علی یا معاویہ یا عمرو بن عاص (رضی اللہ عنہم اجمعین) کو گالی دی، پس اگر اس نے کہا کہ: یہ لوگ گمراہ اور کافر تھے تو

اس کا کہنے والا قتل کیا جائے گا، اور اگر اُس نے انہیں اس (کفر و گمراہی) کے علاوہ لوگوں کی گالیوں کی طرح گالی دی تو سخت سزا دیا جائے گا"۔ (الشفا فی حقوق المصطفیٰ قاضی عیاض ص ۲۹۹)۔

ابو بکر مروزی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

" میں نے ابو عبد اللہ (احمد بن حنبل) سے پوچھا: ابو بکر، عمر اور عائشہ کو گالیاں دینے والے کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ فرمایا: "میں نہیں سمجھتا کہ وہ اسلام میں (باقی) ہے"۔ (السنہ للخلال ۳/ ۴۹۳)

ابو زرعہ رازیؒ نے فرمایا:

"جب تو کسی شخص کو اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کسی کی تنقیص بیان کرتا دیکھے تو جان لے کہ وہ مُلحِد ہے"۔ (الکفایہ فی علم الروایہ ص ۹۷)۔

امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا:

" جب تم کسی آدمی کو اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بُرائی کرتا دیکھو تو اسلام کے بارے میں اسے متہم قرار دو"۔ (شرح اصول الاعتقاد للالکائی ۷/ ۱۲۵۲)۔

صحابہ کرام کے مابین رونما ہونے والے اختلاف سے خاموشی اختیار کرنا، صحابہ کے حقوق میں سے ہے:

اہل سنّت والجماعت کا یہ مذہب ہے کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے باہمی اختلاف کے بارے میں خاموشی اختیار کی جائے، کیونکہ (اُن میں سے) دُرستگی پر پہنچنے والے کے لئے دُگنا اجر ہے، اور (بطور اجتہاد) غلطی ہو جانے پر ایک اجر ہے۔

اے مسلمان! یاد رکھ بروزِ قیامت اللہ تعالیٰ آپ سے آپ کے عمل کے بارے میں پوچھے گا۔ ﴿كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ﴾ [المدثر:۳۸]

"ہر شخص اپنے اعمال کے بدلے میں گروی ہے"۔

اور جو لوگ گزر گئے ہیں ان کے عمل کے بارے میں تم سے ہرگز نہیں سوال کیا جائے گا، اور نہ ہی تم سے یہ پوچھا جائے گا کہ کون حق و درستگی پر تھا اور کون غلطی پر!! جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۖ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُم مَّا كَسَبْتُمْ ۖ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ [البقرة: ١٣٤]

"یہ جماعت تو گزر چکی، جو انہوں نے کیا وہ ان کے لئے ہے اور جو تم کرو گے تمہارے لئے ہے۔ ان کے اعمال کے بارے میں تم نہیں پوچھے جاؤ گے"۔

یہ ہیں عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ جب ان سے علی و معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان ہونے والی لڑائی کے بارے میں پوچھا گیا جیسا کہ علامہ قرطبیؒ کی (احکام القرآن ۱۶/ ۱۲۲) میں آیا ہے تو انہوں نے فرمایا:

" اس خون سے اللہ نے میرے ہاتھ کو پاک رکھا ہے تو کیا میں اپنی زبان کو پاک نہ رکھوں؟"۔

پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

" اصحاب رسول کی مثال آنکھوں کی طرح ہے، اور آنکھوں کا علاج ان کو نہ چھونا ہے"۔ا.ھ

اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا جیسا کہ (کتاب السنہ للخلال ۲/ ۴۶۰) میں آیا ہے: کہ علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما کے باہمی اختلاف کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ تو انہوں نے فرمایا:

" میں انُ کے بارے میں اچھا ہی کہوں گا اللہ ان سب پر رحم فرمائے"۔

اور یہ (بات) اہل سنت کے (بعض) علماء کی طرف سے صحابہ کے مابین ہونے والے اختلافات کے بارے میں اپنی تصنیفات میں اظہار خیال کرنے اور ان کی صحیح توجیہ پیش کرنے اور ان کے تئیں کج رَو لوگوں کے شبہات کے ازالہ کرنے سے متصادم نہیں ہے۔

امّہات المومنین رضوان اللہ علیہن کو گالیاں دینا یا اُن کی شان میں کمی کرنا کیسا ہے!؟

بلاشبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں پر لعنت کرنا، انہیں طعن وتشنیع کرنا بہت بڑی جرح ہے اور گناہ کبیرہ ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا﴾ [الأحزاب:٥٧]

”جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ کی پھٹکار ہے اور ان کے لئے نہایت رسوا کن عذاب ہے“۔

اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:
(لا تؤذوني في عائشة) (أخرجه البخاري ومسلم)

” عائشہ۔رضی اللہ عنہا۔کے بارے میں مجھے تکلیف نہ دو“۔(اسے بخاری ومسلم نے روایت کیا ہے)

اور جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو گالیاں دیں اس کے بارے میں قاضی ابو یعلی کہتے ہیں:

” جس نے عائشہ۔رضی اللہ عنہا۔پر اس چیز کی تہمت لگائی جس سے اللہ تعالیٰ نے انہیں بری قرار دیا ہے، تو اس نے بلا خلاف کفر کیا، اور اس بات پر کئی علماء نے اجماع نقل کیا ہے، اور بہت سے ائمہ کرام نے اس حکم کی وضاحت فرمائی ہے“۔(دیکھئے: الصارم المسلول علی شاتم الرسول ص٥٦٥/٥٦٦).

قاضی عیاض نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ذکر کیا کہ انہوں نے فرمایا:

" جس نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو گالی دی، اسے قتل کر دیا جائے، کہا گیا کیوں؟ فرمایا: جس نے اُن پر تہمت لگائی اس نے قرآن کریم کی مخالفت کی"۔

اور ابن شعبان نے امام مالک سے نقل کیا: یہ اس لئے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿يَعِظُكُمُ اللَّهُ أَن تَعُودُوا لِمِثْلِهِ أَبَدًا إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ﴾ [النور:١٧]

"اللہ تعالیٰ تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ پھر کبھی بھی ایسا کام نہ کرنا اگر تم سچے مومن ہو"۔

پس جس نے ایسا کیا اس نے کفر کیا"۔ا.ھ. (دیکھئے: الشفا فی حقوق المصطفیٰ ص ٢٩٩)۔

یہ، اور ہر مسلمان (اس بات کو بخوبی) جان لے کہ:

صُحبت کی فضیلت اُن تمام صحابہ کرام کے لئے ثابت ہے جو اہل سنت کے نزدیک متفقہ طور پر کئے گئے صحابی کی تعریف کے ضمن میں داخل ہوئے۔

اور یہ بدترین جہالت میں سے ہے جسے معاصرین اہل بدعت فروغ دے رہے کہ وہ صحابہ کے مفہوم کو ایک خاص گروہ یا ٹولی کے ساتھ محصور کر رہے ہیں، اور یہ صحابہ سے حسد و بغض رکھنے والے خبیث رافضہ کی کاوش ہے جو بہت سارے صحابہ کرام کو صحابی کی تعریف سے نکالنا چاہتے ہیں۔

شیخ محدث سلیمان العلوان اپنی کتاب (الاستنفار للذب عن الصحابہ الاخیار ص ٢٠) میں فرماتے ہیں:

" بعض خواہش پرست کا یہ گمان ہے کہ صرف مہاجرین وانصاریوں کے لئے ہی صحبت صحیح ہو گا، اور اس وقت ان کے بعد آنے والوں کی عدالت اسی چیز کے ذریعہ ثابت ہو گی جس سے ان کے علاوہ تابعین

وتبع تابعین کی عدالت ثابت ہوتی ہے، اور یہ (خیال) غلط ہے، کیونکہ اسے اہل سنّت میں سے کسی نے نہیں کہاہے"۔ا.ھ۔

اسی طرح معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے اس دلیل کی بنیاد پر حسد کرنا یا انہیں ھدف تنقید بنانا کہ انہوں نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے جنگ کی، یا فتح مکہ کے سال اسلام لائے، یا وہ جنگ حنین کے بعد مرتد ہوگئے درست وجائز نہیں ہے، اور نہ ہی اہل علم میں سے کسی نے یہ بات ذکر کی ہے کہ معاویہ۔رضی اللہ عنہ۔جنگ حنین کے بعد مرتد ہوگئے تھے، کیونکہ معاویہ بن ابی سفیان۔رضی اللہ عنہ۔کی فضیلت، اور ان کے سچّے اسلام اور اُن کی امانت پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے، اور معاویہ ۔رضی اللہ عنہ۔غزوہ حُنین میں شریک رہے ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے باقی صحابہ کے ساتھ اُن کا تزکیہ فرمایا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ فِي مَوَاطِنَ كَثِيرَةٍ ۙ وَيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنكُمْ شَيْئًا وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُم مُّدْبِرِينَ ﴿٢٥﴾ ثُمَّ أَنزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَنزَلَ جُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ﴾[التوبة:٢٥-٢٦]

"یقیناً اللہ تعالیٰ نے بہت سے میدانوں میں تمہیں فتح دی ہے اور حنین کی لڑائی والے دن بھی جب کہ تمہیں اپنی کثرت پر ناز ہوگیا تھا، لیکن اس نے تمہیں کوئی فائدہ نہ دیا بلکہ زمین باوجود اپنی کشادگی کے تم پر تنگ ہوگئی پھر تم پیٹھ پھیر کر مڑ گئے، پھر اللہ نے اپنی طرف کی تسکین اپنے نبی پر اور مومنوں پر اتاری اور اپنے وہ لشکر بھیجے جنہیں تم دیکھ نہیں رہے تھے اور کافروں کو پوری سزادی۔ان کفار کا یہی بدلہ تھا"۔

اور معاویہ رضی اللہ عنہ (خوش نصیب) مومنین میں سے ایک ہیں کہ جن پر اللہ تعالیٰ نے سکینت نازل فرمائی ہے، تووہ سکینت الٰہی کے نزول کے بعد کیسے (دین سے) مرتد ہوسکتے ہیں؟۔

اور اللہ نے فرمایا:

﴿لَا يَسْتَوِي مِنكُم مَّنْ أَنفَقَ مِن قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ ۚ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِينَ أَنفَقُوا مِن بَعْدُ وَقَاتَلُوا ۚ وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴾[الحديد: ١٠]

"تم میں سے جن لوگوں نے فتح سے پہلے فی سبیل اللہ دیا ہے اور قتال کیا ہے وہ (دوسروں کے) برابر نہیں، بلکہ ان سے بہت بڑے درجے کے ہیں جنہوں نے فتح کے بعد خیراتیں دیں اور جہاد کیے۔ ہاں بھلائی کا وعدہ تو اللہ تعالیٰ کا ان سب سے ہے جو کچھ تم کر رہے ہو اس سے اللہ خبر دار ہے"۔

اور معاویہ رضی اللہ عنہ ان (خوش نصیب) لوگوں میں سے ایک ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے جنّت کا وعدہ کیا ہے، کیونکہ انہوں نے حنین وطائف کے غزوہ میں مال خرچ کیا ہے اور ان میں لڑائی کی ہے۔

عبد الرحمن بن ابی عمیرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ کو فرمایا:

"اے اللہ! انہیں ہدایت یافتہ اور ہدایت دینے والا بنا اور انہیں ہدایت عطا فرما"۔ (اسے ترمذی نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے)۔

اور کتاب(البدایہ والنہایہ لابن کثیر ۸/ ۱۳۴) میں آیا ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جب معاویہ رضی اللہ عنہ کو شام کا گورنر مقرر کیا تو فرمایا:

"معاویہ رضی اللہ عنہ کو صرف خیر سے یاد کیا کرو"۔

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ جب جنگ صفین سے واپس آئے تو فرمایا:

"لوگو! معاویہ کی گورنری کو ناپسند مت کرو۔ اگر تم نے انہیں کھو دیا تو تم دیکھو گے کہ سر اپنے شانوں سے اس طرح کٹ کٹ کر گریں گے جیسے حنظل (اندرائن) کا پھل اپنے درخت سے ٹوٹ ٹوٹ کر گرتا ہے"۔ (دیکھئے: البدایہ والنہایہ لابن کثیر: ۸/ ۱۳۴)

اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا گیا، کیا آپ جانتے ہیں کہ امیر المومنین معاویہ رضی اللہ عنہ صرف ایک ہی وتر پڑھتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: "وہ فقیہ ہیں"۔ (صحیح بخاری، کتاب فضائل صحابہ، باب ذکر معاویہ)۔

اور (کتاب السنۃ للخلال ۱/ ۴۴۴) میں امام زہری رحمۃ اللہ علیہ سے آیا ہے کہ:
"معاویہ رضی اللہ عنہ کئی سال عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی سیرت پر عمل پیرا رہے لیکن وہ ان میں کوئی بھی عیب نہ پائے "۔

ابن قدامہ المقدسی اپنی کتاب (لمعۃ الاعتقاد الهادی الی سبیل الرشاد ص ۳۳) میں کہتے ہیں کہ:

"معاویہ (رضی اللہ عنہ) مومنوں کے ماموں، وحی الہی کے کاتب اور مسلمانوں کے خلفاء میں سے ایک خلیفہ تھے اللہ ان سب سے راضی ہو "۔

محدّث شیخ سلیمان العلوان اپنی کتاب (الاستنفار للذب عن الصحابۃ الاخیار) میں معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے بارے میں رقم طراز ہیں:

"جو شخص اُن کے ایمان کی شہادت دینے کے بعد انہیں منافق سے مّتصف کرتا ہے اس نے اُن پر بہت بڑا بہتان لگایا ہے اور کُھلّم گناہ کا مرتکب ہوا ہے، ایسے شخص کو توبہ کا حکم دیا جائے گا، اگر وہ توبہ کرلیتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگ لیتا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ حاکم وقت پر علماء کے صحیح قول کے مطابق اس کا قتل کرنا واجب ہے"۔ا.ھ.

اور ربیع بن نافع حلبی (ت ۲۴۱ھ) کہتے ہیں:

"اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے معاویہ رضی اللہ عنہ ایک پردے کی حیثیت سے تھے، پس جب کوئی اس پردہ کو کھول دیتا ہے تو ماورائے پردہ کے متعلق وہ جرَی ہو جاتا ہے"۔(دیکھئے:البدایہ والنہایہ ۸/۱۳۹)۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور آپ کی ازواج مطہّرات سے محبّت کرنے والے مسلمان بھائی، اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو یاد کر:

﴿وَالَّذِينَ جَاءُوا مِن بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ﴾ [الحشر:۱۰]

"اور (ان کے لیے) جو ان کے بعد آئیں جو کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور ایمان داروں کی طرف سے ہمارے دل میں کینہ (اور دشمنی) نہ ڈال، اے ہمارے رب بیشک تو شفقت ومہربانی کرنے والا ہے"۔

پس تو ایسے ہی بننے کی کوشش کر اور جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور جنّت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کا شرف بخشا ہے تو بھی اُن کے لئے رضی اللہ عنہم اور رحمہم اللہ (کے دعائیہ کلمات) کہتے رہ، اور گمراہ لوگوں کے راستے پر چلنے سے اجتناب کر، جو رب العالمین کے صراطِ مستقیم اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کی مخالفت کرتے ہیں۔

اے مسلمان بھائی!

اس بات کو اچھی طرح جان لے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور امّہات المومنین رضی اللہ عنہن آسان (دین) حنیف پر کاربند تھے، اور وہ اپنے سینوں میں صرف وفا، بھلائی اور خیر خواہی کے سوا

کچھ نہیں رکھتے تھے: ”ان سے صرف مومن ہی محبت کرتے ہیں، اور ان سے صرف منافق ہی بغض رکھتے ہیں، اور جو اُن سے محبّت کرے گا اللہ اُس سے محبت کرے گا، اور جو اُن سے بغض رکھے گا اللہ اُس سے بغض رکھے گا“ (مصنف ابن ابی شیبہ ۷/۵۴۱)

اور درود وسلام ہو نبی مختار پر، ان کے نیک صحابہ پر، اُن کی ازواج مطہّرات پر، اور قیامت تک ان سب کی راہ پر چلنے والوں پر۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بروز جمعہ بوقت فجر

۲۱/جمادی الاولیٰ/۱۴۳۳ھ

علی بن عبد اللہ بن عبد اللہ بن محمد العمّاری